گہنا گیا وہ چاند

تحریر: عزیز الرحمٰن چک نمبر361 ج۔ب گوجرہ

دنیا خوشی و غمی کا مرقع ہے اس میں دمکتے چہرے بھی ہیں اور افسردہ بھی اس میں قرار نہیں' چل چلاؤ اس کی روایت ہے' یہ مسلمان کے لئے عارضی قیام گاہ ہے جس میں ابدالآباد زندگی کے لئے سعی کرنا ہے ماضی کے دریچوں میں جھانکنے سے نظر آتا ہے کہ کتنے ہی گلاب سے چہرے آج گل میں پڑے ہیں۔ کل کا بادشاہ و وزیر بھی اور مسکین و فقیر بھی آج ایک ہی پیراہن میں ایک ہی چھت تلے ایک ہی ذات کے بھروسے پر فیصلہ فردا کے منتظر ہیں۔

یہ دستور کائنات ہے کہ دنیا سے جانے والا ہر شخص امتداد زمانہ کے ساتھ بھلا دیا جاتا ہے مگر کچھ لوگ اپنے علم' قابلیت' خیر خواہی کے جذبات اور عوام کی بھلائی کے لئے کی گئی کوششوں کی بنیاد پر دلوں کے حکمران بن جاتے ہیں اور دارفانی سے جاتے ہوئے اپنے پیچھے انمٹ نقوش چھوڑ جاتے ہیں جن نقوش کو مٹانا انسانی دائرہ اختیار سے باہر ہے۔

انمٹ نقوش چھوڑ کر دنیا سے جانے والی ہستی میاں فضل حق کی ہستی تھی جن کی رحلت ایک فرد واحد کی موت نہیں بلکہ ایک مکمل مضبوط و مربوط نظام کا خاتمہ ہے جو نظام انہوں نے اپنی ذاتی گرہ سے کئی خاندانوں کی کفالت' دینی مدارس کی اعانت' مساجد کی تعمیر اور جماعت اہلحدیث کی مالی معاونت کی صورت میں قائم کیا تھا۔

جامعہ سلفیہ فیصل آباد کی سج دھج انہی کی شبانہ روز محنتوں کا نتیجہ ہے۔ مرکزی دفتر ١٠٦ راوی روڈ لاہور انہی کی کاوشوں کی منہ بولتی تصویر ہے' مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کا مضبوط پلیٹ فارم انہی کا مہیا کردہ ہے' ملی یکجہتی کونسل کا انعقاد انہی کی اتحاد بین المسلمین کوششوں کا ثمر ہے۔

آج میاں فضل حق تو یقیناً اپنی دینی خدمات کے صلہ میں خلد بریں میں اطمینان و سکون کی زندگی گزار رہے ہوں گے مگر ان کے خرمن کمالات کے خوشہ چیں اضطراب و بے چینی کی کیفیت میں ہیں۔

قوم کی بھلائی کی حقیقی تڑپ رکھنے والا مسلک اہلحدیث کے فروغ کے لئے اپنے دن کے سکون اور رات کے آرام کو قربان کرنے والا علماء حق کا دلی قدردان اور علوم دینیہ کے طلباء کا ہمدرد و خیرخواہ انسان آج ہم میں نہیں ہے مگر اس کے ہاتھ سے لگائے ہوئے رنگا رنگ پودے گلستان اہل حدیث میں پھل پھول لا رہے ہیں۔

راقم کو ان سے دلی انس ایک واقعہ سے ہوا۔ ان دنوں میں جامعہ سلفیہ کا طالب علم تھا آج سے تیرہ سال قبل جامعہ سلفیہ کے سبزہ زار میں اساتذہ جامعہ سلفیہ کے ایک اجلاس میں میاں فضل حق تشریف فرما تھے اور بیسیوں کمروں پر مشتمل اس عظیم دینی درسگاہ کا ماضی بیان کر رہے تھے۔ فرمانے لگے جہاں آج قرآن و حدیث کی شیسہ پر مشتمل شیڈ بنا ہوا ہے یہاں اسی مقام پر ایک کچا کوٹھا تھا یہ جامعہ سلفیہ کی ابتداء تھی۔ سید داؤد غزنوی" نے اس کچے کوٹھے پر مشتمل جامعہ سلفیہ کی نظامت مجھے سونپتے ہوئے فرمایا:" میاں صاحب آپ کی صلاحیتوں پر مجھے بھرپور اعتماد ہے اور مجھے امید ہے کہ آپ کی سرپرستی میں یہ جامعہ ایک پرشکوہ عمارت میں تبدیل ہوگا۔ میاں صاحب فرمانے لگے اس کے بعد میں نے اس گلستان کی آبیاری کے لئے دن رات ایک کر دیا آج اللہ کے فضل و کرم سے سید داؤد غزنوی" کا خواب شرمندہ تعبیر ہو چکا ہے۔ یہ جامعہ سلفیہ نا صرف پاکستان بلکہ پورے عالم اسلام میں اہل حدیث کی شناخت بن چکا ہے اس کی آبیاری میں نے اپنے ہاتھوں سے کی ہے مگر افسوس کہ آج میرے ہی بھائی مجھے اقتدار کا لالچی کہتے ہیں۔ اللہ کی قسم میں اقتدار کا لالچی نہیں ہوں بلکہ دین کا خدمتگار ہوں یہ الفاظ کہتے ہوئے دل بھر آیا اپنے ہی بھائیوں کے لگائے ہوئے

زخم تازہ ہو گئے دل کا دکھ آنسو بن کر آنکھوں میں اتر آیا اور بھرے بھرے اجلاس میں پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ اتنے عظیم شخص کو شدت غم سے بلک بلک کر روتا دیکھ کر اساتذہ جامعہ سلفیہ کی اکثریت کی آنکھوں میں آنسو آگئے بقیۃ السلف حافظ احمد اللہ بڈھیمالوی جو اس اجلاس میں موجود تھے وہ بھی رونے لگے اور ان الفاظ میں "میاں صاحب کو تسلی دی میاں صاحب آپ گھبرائیں مت' یہ دکھ صرف آپ ہی کے حصے میں نہیں آیا بلکہ جس نے بھی احیاء دین کا کام کیا اس کی مخالفت کی گئی ہے۔ آپ حوصلہ نہ ہاریں' اسی طرح دین کی خدمت کرتے رہیں' ہماری دعائیں آپ کے ساتھ ہیں۔"

میاں فضل حق شرک و بدعت کی شب دیجور میں توحید و سنت کا چراغ ہاتھ میں لئے کسی ہاتف کی طرح پکار پکار کر قوم کو درست راستہ دکھانے کا فریضہ بطریق احسن نبھاتے رہے۔ جب تک جئیے اہل حدیث کے لئے جئیے ان کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ انہیں بھلایا نہیں جا سکتا اہل حدیث مدارس و مساجد کے درودیوار ان کے ایثار پر شاہد ہیں۔

کائنات کی چیزیں جب نقل مکانی کرتی ہیں تو ان کی قدر و منزلت میں اضافہ ہوتا ہے مٹی ملا سونا اگر اسی طرح اپنی کان میں پڑا رہے تو اس کی کوئی قیمت نہیں اور اگر اسے وہاں سے نکال کر قدر دان سنار کے پاس لے جایا تو اس کی قیمت پڑتی ہے۔ میاں فضل حق اپنے حقیقی قدردان اللہ تعالٰی کے پاس ہیں جو یقیناً ان کی خدمت دین کے شایان شان ان پر عنایت کر رہے ہوں گے۔ اور پھر کتنے ہی یتیم بچے' کتنے ہی تنگدست' مفلوک الحال لوگ اور کتنے ہی روحانی مریض کسی سچے مسیحا کی تلاش میں ہیں اور دنیا سے جانے والے اپنے محسن کی اخروی کامیابیوں کے لئے دعاگو ہیں۔

سید عابد علی عابد نے قائد اعظم کے لئے چند اشعار کہے ہیں جن میں انہوں نے پاکستان کے لئے کی گئی کوششوں کی خراج تحسین پیش کیا ہے۔ وہی نسبت

میاں فضل حق اور جماعت اہل حدیث میں ہے لہٰذا میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ میاں فضل حق ایک مہکتا ہوا پھول تھے اگرچہ وہ پھول آج مرجھا گیا ہے مگر گلستان اہل حدیث اس کی خوشبو سے آج بھی معطر ہے۔ میاں فضل حق بجلی کی طرح اہل حدیث کی فضاؤں میں لہرائے اور نظروں سے اوجھل ہو گئے مگر اس بجلی کی روشنی سے آج بھی اہلحدیث کا ہر ذرہ چمک رہا ہے۔ میاں فضل حق ایک شمع تھے اس شمع کو اگرچہ موت کی ہوا نے بجھا دیا ہے اس کے باوجود اس شمع کی روشنی سے اہل حدیث کے در و دیوار روشن ہیں۔

جوں جوں جماعت اہلحدیث ترقی کرے گی میاں فضل حق کی شخصیت کی اہمیت لوگوں کے دلوں میں بڑھتی جائے گی' ان کی عظمت میں اضافہ ہوتا چلا جائے گا کیونکہ انہوں نے بڑی محنت سے اس پودے کی آبیاری کی ہے۔

سید عابد علی عابد کا شعر جو انہوں نے قائداعظم کے لئے لکھا ہے اس میں میاں فضل حق کے لئے کھلی نسبت موجود ہے۔

گہنا گیا وہ چاند مگر اس کے نور سے
دیوار و در وطن کے ہیں تاباں اسی طرح

رب العزت مالک السمٰوات والارض کے حضور دعاگو ہوں اے اللہ ! اپنے اس پاک بندے کو اپنا خصوصی قرب نصیب فرما اور اسے جنت الفردوس میں ٹھکانہ عطاء فرما!

لا یصدعون عنھا ولا ینزفون (ایسی شراب جس سے نہ سر میں درد ہو نہ عقل میں فتور آئے) کے جام نصیب فرما۔

لا یسمعون فیھا لغوا ولا تاثیما (نہ وہاں لغویات سنیں گے اور نہ گناہ کی بات) جیسا ماحول عطاء فرما۔

الا قیلا سلما سلما (صرف سلام ہی سلام کی آواز ہوگی) سے ان کا استقبال فرما۔ اور ان کے روحانی اور حقیقی فرزندوں اور دیگر تمام لواحقین کو صبر جمیل

عطا فرما (آمین ثم آمین یا رب العالمین)